

دیوبندی امیر شریعت قوال کی گائیکی اور غیرت

اور اسماعیلی دیوبندی تاویلات کا جواب

سعیدی



دیوبندی امیر شریعت قوال کی گائیکی اور غیرت

1A عطاء اللہ کی غزل گائیکی، پس منظر میں تالی اور گھڑا بجاتا ہوا، سامعین پر حال نما حرکات (ناچنے) کی کیفیت..... اگر یہ معاملہ کسی صوفی کی محفل سماع میں ہو رہا ہو تو دیوبندیوں کے نزدیک وہ کنجروں کا ناچ گانا قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ خود یہی عطاء اللہ بخاری صاحب قوالوں کی دنیا کو عصمت دریدہ قرار دیتے ہوئے اپنے کلام سواطع الالہام میں فرماتے ہیں:

یہاں آکر ہزاروں عصمتیں قربان ہوتی ہیں یہ مکر و زور کی دنیا، یہ قتل و خون کی دنیا یہ قوالوں کی دنیا اور گراموفون کی دنیا

(سواطع الالہام، ص ۱۰۰)

آج بخاری قوال بننے پر انہیں اُن کی زبان لوٹائی گئی تو بڑی تکلیف پہنچی۔ بہر حال اگر ہمارے ان مہربانوں کو تکلیف ہوئی ہے تو ہم اسے ڈی او بینڈ کلچر **D.O.Band Culture** کا نام دے دیتے ہیں۔

2A جب دیوبندی غیور امیر شریعت عطاء اللہ جیل میں گھڑے اور تالی کی تال پر گلوکاری کی ریہرسل کرتے تھے تو تب ہمارے بزرگ بھی جیل میں تھے اور انہوں نے تفسیر الحسنات لکھی۔

گھڑا اور تالی بجاؤ کہ اب تو امیر شریعت غزل گارہا ہے

1B کیا بخاری جی چکی پیتے تھے یا نہیں؟ اس پر بات کرنا فضول ہے۔ چلئے آپ یوں فرمائیں کہ وہ چکی بھی پیتے تھے اور گھڑا اور تالی بجا کر غزل گار گلوکاری کا مظاہرہ بھی فرماتے تھے۔ اس میں الجھنے کی کیا بات ہے؟

2B جناب والا بابو جی کا غزل لکھنا ثابت ہے مگر قوالی کے طور پر پڑھنا ثابت کرو۔ غزل لکھنے کو غزل گانا قرار دے کر جھوٹ بولنا تو اچھی بات نہیں۔

3B بخاری کی سواطع الالہام، ص ۹۹-۱۰۰ پر ایک نظم ہے جس کا نثری مضمون یوں بنتا ہے کہ: یہ دنیا والتین، والزیتون، مفروض و مسنون، ہارون و مامون کی دنیا نہیں، یہ دنیا طلسم سامری ہے اور فرعون، قارون، مردود، ملعون کی دنیا ہے، یہ فسق و رجز اور عذاب الہون کی دنیا ہے..... **قوالوں** اور **گراموفون** کی اس دنیا میں ہزاروں عصمتیں نیلام ہوتی ہیں، اور عصمت فروشی کے ساتھ مکرو زور اور قتل و غارت بھی وابستہ ہے۔..... بخاری نے خود قوال بن کر قوالوں کا تعلق سامری و فرعون و قارون سے جوڑا ہے اور قوالی، گراموفون، عصمت فروشی، مکرو زور اور قتل و غارت کو فسق و رجز اور عذاب الہون کے ایک ہی سلسلے میں پرویا ہے..... مناظر جی! اب ارشاد فرمائیں کہ کیا بخاری صاحب نے قوالی اور عصمت دری کو ایک ہی سلسلے کی کڑیاں بنا کر پیش کیا ہے یا نہیں؟

4B اگر بخاری صاحب نے ناجائز قوالی (سازوں والی) کو عصمت فروشی سے وابستہ کیا ہے تو کیا خود اُن کا جیل میں اپنی غزل گائیکی کے ساتھ ساتھ گھڑا بجانا اور تالی بجانا آلات موسیقی کے طور پر تھا یا نہیں؟

5B کیا گھڑا بجانا اور تالی بجانا ساز اور مزامیر کے حکم سے خارج ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو بتائیں، اور اگر ہاں تو شاہ صاحب کی قوالی علمائے دیوبند کی متفقہ تعلیمات کی رو سے فسق ہوئی یا نہیں؟ اور امیر شریعت فاسق ہوئے یا نہیں؟

B6 ہم نے یہ نہیں کہا کہ بخاری جی ۲۴ گھنٹے قوالی ہی کرتے تھے۔ دو چار اُردو خوانوں کو قرآن پاک پڑھنا بھی سکھا دیا ہوگا۔ اتنا دینی کام تو عام لوگ بھی کر لیا کرتے ہیں۔ امیر شریعت ہو کر جیل میں کوئی بڑی دینی علمی خدمت کی ہو تو وہ بتائیں۔

3A ہمیں اعتراف ہے کہ جناب کے عطاء اللہ بخاری اور انور شاہ کشمیری نے ختم نبوت کے مسئلے میں ہمارے دین اسلام کی تائید کی، جس کے لئے ہم اُن کے ممنون ہیں، اُنہوں نے قاسم نانوتوی کے پہنچائے ہوئے نقصان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی۔ بخاری صاحب نے پیر مہر علی شاہ اور خواجہ غلام فرید کے آستانوں سے خوشہ چینی کی تو کچھ اچھے کام کئے۔ پھر ان کی اولادوں کو گالیاں دیں تو اُس کا اثر بھی ظاہر ہوا۔

4A یہ ٹھیک ہے کہ راویوں کا سلسلہ دراز ہو تو بات کا انداز بیان یا بعض الفاظ بدلنے کا احتمال ہو جاتا ہے مگر شورش کشمیری تو عینی شاہد ہی نہیں بلکہ شاملین واقعہ میں سے ہے، چشم دید گواہ کو ثقہ بھی مانتے ہو تو اُس کی چشم دید گواہی (جس میں ایک واقعہ کا بیان ہے الفاظ کی کمی بیشی کا معاملہ ہی نہیں) کو کیسے مسترد کر سکتے ہو؟

7B اگر جناب کے امیر شریعت بخاری صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ اور حضرت خواجہ غلام فرید کو پیر مان ہی لیا تھا۔ تو اپنے پیر زادوں کو مکمل صورتِ حال کی تحقیق کئے بغیر، گالیاں تو نہ دیتا..... پھر سپاسنامہ، جھوٹا سچا جیسا بھی تھا، وہ تو ۱۹۱۸ء میں پیش ہوا تھا مگر بخاری صاحب نے اس سپاسنامہ کی آڑ میں، آٹھ سال بعد ۱۹۲۶ء میں پہلی بار ڈاکٹر محمد عالم کی الیکشن مہم میں، پیر زادوں کے خلاف بدزبانی کا عالمی ریکارڈ قائم کیا کیونکہ مخالف امیدوار کو پیر زادوں کی حمایت حاصل تھی۔ اُس وقت بخاری کی ”خوش کلامی“ میں ڈاکٹر محمد عالم کا پیسہ بول رہا تھا ورنہ سپاسنامہ کے بعد آٹھ سال تک، بخاری جی سپاسنامہ کے متعلق گونگا پہلوان کیوں بنے رہے؟ صاف نظر آتا ہے کہ وہاں انگریز دشمنی مقصد نہ تھا بلکہ وہ تو انتخابی مہم کا ایک سیاسی سٹنٹ تھا۔ اگر انگریز دشمنی ہوتی تو بخاری جی اُن سپاسنامہ والوں کے خلاف آٹھ سالوں سے یعنی ۱۹۱۸ء سے بول رہے ہوتے۔..... پھر انگریز نے قاسم نانوتوی کے بیٹے محمد احمد کو شمس العلماء کا خطاب دیا تو اس نے قبول کیا اور سپاسنامہ پیش کیا (المعارف: ۷۲-۷۳)..... تو اگر انگریز دشمنی ہوتی تو بخاری جی نانوتوی کے بیٹے کے انگریز کو سپاسنامہ پر گونگے کیوں بنے رہے؟ چلئے آٹھ سال بعد نہ سہی، ۱۸، ۲۸، ۳۸ سال بعد ہی بول دیتے۔..... مگر وہ تو تب بولتے کہ پیچھے سے کسی ڈاکٹر محمد عالم جیسے کا پیسہ مل رہا ہوتا۔ ایک سپاسنامہ پر زبان قینچی کی طرح چلتی ہے اور دوسرے پر زبان سل جاتی ہے۔

ع انصاف کو آواز دو، انصاف کہاں ہے؟

8B سیالوی صاحب نے پیر نصیر کے ایک استدلال پر اُس کی قباحت بتائی ہے اور مفتی اقتدار تمام اکابر اہل سنت کے خلاف بدزبانی کا مرتکب ہے اور پرکاش کی حیثیت نہیں رکھتا۔

A5 مولانا عبدالستار نیازی نے داڑھی رکھنے کے بعد نہ منڈوائی اور مکان کی تلاشی کے دوران اُن کی طالب علمی کی داڑھی منڈی تصویر مرزائی نواز حکومتی کارندوں کے ہاتھ لگی جو انہوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے چھاپ دی کہ نیازی داڑھی منڈوا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر کون پوچھتا کہ جس نیازی نے داڑھی منڈوا کر، پوز بنا کر تمہیں تصویریں اتارنے دیں تو تم اُسے گرفتار کیوں نہ کر سکتے؟ کون پوچھتا کہ یہ تو دبلا پتلا لڑکا ہے اور موجودہ نیازی تو فرہی مائل نوجوان ہے۔

A6 جناب نے خواجہ شمس الدین سیالوی پر الزام لگایا کہ انہوں نے فلاں شخص کو کنجر قرار دیا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ اُس شخص نے خود کو (کنجہال) کہا، خواجہ صاحب اچھی طرح سن نہ پائے تو حیرت سے استفسار کیا کہ (کنجر؟)۔ اس سوال کو لیبیل لگانا سمجھنا بھی کسی ایسے کنجر کا کام ہو سکتا ہے جو اپنے ہمنوا تلاش کرتا پھر رہا ہو۔

A7 ام المؤمنین صدیقہ کو سرکار ﷺ نے غناء بالدف اپنی موجودگی میں سننے دیکھنے کی اجازت دی۔ سرکار ﷺ، ابو بکر صدیقؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ محفل میں سماع بالدف سنتے رہے مگر فاروقیؓ مزاج سے اس کی مناسبت نہیں ہے۔ غناء مع الدف سننا کئی حدیثوں میں موجود ہے۔ اس لئے قوالی سننا محبوبان حق کے لئے حرام نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں بھی مغلوب الحال بزرگوں اور سماع للحق باللحق والے سادات صوفیہ کی محفل سماع کو مستثنیٰ قرار دیا ہے (ج ۲۳: ص ۸۰-۸۱)۔ مجوزین عوام کے لئے جائز نہیں کہتے اور مانعین بزرگوں کی تفسیق نہیں کرتے۔

A8 مقابیس المجالس کا راوی متہم بالوضع ہے، پھر حوالہ بھی مقابیس کا نام لکھ کر مقدمہ مقابیس سے دیا گیا ہے، جو کہ پکتان واحد بخش سیال نیم دیوبندی کا لکھا ہے۔ بہر حال مسجد میں حبشیوں کے زفن (رقص) کی روایت مسلم شریف میں بھی ہے جس پر دیوبندی گستاخ حدیث آج (استغفر اللہ) لکھ رہا ہے۔

A9 سبع سنابل میں جو کچھ داؤد علیہ السلام کے متعلق جناب نے لکھا، ملتا جلتا تفسیر ابن جریر (۲: ۲۲۸)، تفسیر عبدالرزاق صنعانی (۳۰۳: ۳۰۳) میں بھی درج ہے:- 303 عبد الرزاق قال: نا عبد الصمد بن معقل، أنه سمع وهب بن منبه، يقول: فنزل إليهما داود ومن معه، فلما رأى داود التابوت حجل إليها فرحا بها قال: فقلنا لوهب بن منبه: ما حجل إليها؟ قال: شبيها بالرقص فقالت له امرأته: لقد خففت حتى كاد الناس أن يمقتوك لما صنعت فقال: أتبطئني عن طاعة ربي؟ لا تكونين لي زوجة بعدها أبدا، ففارقها - مگردیوبندی تحقیق نہیں، بکواس کرتے ہیں۔

A10 خضر علیہ السلام اگر بظاہر جوتوں کی نگرانی پر نظر آتے ہیں تو اس میں حکمت الہی یہ تھی کہ ایک معترض کو اُس شیخ کے قدموں میں لانا مقصود تھا۔ اگر حکمت الہی ہو تو خضر علیہ السلام بمع موسیٰ علیہ السلام (بظاہر) مزدوروں کی طرح راج گیری بھی کر لیتے ہیں، یہ گستاخی نہیں بلکہ یہاں اُن کی اپنی مرضی بمطابق حکمت الہی کا فرما ہوتی ہے۔

A11 یاد رہے کہ کنجر بھی بکاؤ مال ہوتے ہیں۔ اور کانگریسی مولوی بھی بکاؤ مال تھے۔ چنانچہ شورش زیر بحث کتاب میں رقم طراز ہے کہ عطاء اللہ بخاری کہتے ہیں کہ میں نے جناح صاحب سے کہہ دیا تھا کہ:

میری گھگري نوں گھنگرو لوا دے جے توں میری ٹور ویکھنی

(اگر آپ میری نخرے والی چال دیکھنا چاہتے ہیں، تو میری گھگري کو گھنگرو درکار ہے وہ لگوا دیں)

A12 جناح نے بخاری صاحب کی گھگري کو گھنگرو سے نہ نوازا، یہ سعادت گاندھی جی کے حصے میں آئی۔ بہر حال اگر اُس کی گھگري کو نیچے سے گھنگرو ملا تو اوپر اُس کے منہ اور معدے کو بھی ہزارہ میں نوازا گیا اور مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی نے غیرت مند امیر شریعت کے منہ میں خایہ ابلیس (شیطان کا آلہ تناسل؟) ڈال دیا۔ امیر شریعت نے سب کچھ جان لینے کے باوجود بھی نہ تو غیرت کھائی اور نہ ہی قے کی بلکہ قہقہہ لگایا اور خایہ ابلیس کو معدے سے آنت میں منتقل کرتے ہوئے بطور ڈکار یہ قطعہ لکھا:

حضرت غوث ہزارہ کے حکیم حاذق جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں

اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بخاریوں میں حضور کشتہ خایہ ابلیس دیا کرتے ہیں (سواطع الالبام، ص ۹۲)

خایہ ابلیس کھا کر بخار کا کم فیس سے علاج کرنا دیوبندی ڈبل غین ہزاروی اور امیر شریعت عطاء اللہ بخاری کا منظور شدہ

registered نسخہ ہے۔ سمجھ نہیں آرہی کہ ان کیلئے یہ دوا (کرنج وا) ہے یا (کنجر وا) ہے؟ (یہ حقیقت نہ جاننے والے ”کرنجوا خور“ دیوبندیوں سے یہ طعن وابستہ نہیں ہے)

A13 شورش نے اسی کتاب میں عطاء اللہ صاحب کا دوسروں کو ایک چھوٹی سی بات پر مادر و خواہر کی مغالطات (ماں بہن کی

گالیاں) ارشاد فرمانا بھی درج کیا ہے۔ نیز شورش نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ (سید عطاء اللہ) سے (پنڈت کرپارام) بھی بنے رہے ہیں۔ فرمائیں کہ یہ ایمان فروشی عصمت فروشی (کنجر پن) سے زائد ہے یا کم؟

A14 پھر اسی عطاء اللہ نے کہا تھا کہ ”پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے“۔ (رپورٹ تحقیقاتی

عدالت، ص ۲۷۵)۔ بازاری عورت کو قبول کر نیوالے دیوبندی غیرت مند ہوئے یا کنجر؟

ISLAMINERFIL community

میری گھگري کو کوئی گھنگرو لگا دے امیر شریعت کہے جا رہا ہے

B9 چلئے مان لیتے ہیں کہ بخاری جی کانگریس کے ممبر نہ تھے..... مگر..... کام تو احرار کا بھی سارا کانگریس کے لئے تھا..... مجلس احرار کے

مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی نے کہا تھا: ”دس ہزار (۱۰،۰۰۰) جینا، اور شوکت، اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں“۔ (چمنستان، ص ۱۶۵، از ظفر علی خان)۔

پھر شورش کشمیری نے انکشاف کیا ہے: ”پچاس ہزار روپے کی رقم کا چیک لالہ بھیم سین سچر کی تحویل میں دیا گیا جو اُن کی معرفت دفتر احرار میں پہنچا پھر اُس رقم کی بندر بانٹ کی گئی..... نواب زادہ نصر اللہ خاں کے سوا ورنگ کمیٹی کے ہر امیدوار ممبر نے اُن سے حصہ لیا ہے تو سب نے تسلیم کیا“۔ (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص: ۱۰۱۶، بحوالہ چٹان: ۱۶ اپریل ۱۹۵۱ء)۔ احرار کی گھگري کو گھنگرو لگنے کی یہ مراد تھی۔

نہرو ہے جو دولہا تو دلہن مجلس احرار ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی

الغرض:

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

B10 ”گھگھری“ کو ”گھنگرو“ لگوانے کا مطلب یہ نہیں کہ ”مجھے نظریہ پاکستان سمجھا دو“ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ (میری ”نیچے سے اوپن شلوار“ کی خوبصورتی کے لئے اس کے ساتھ ایک خاص قسم کی گھٹی باندھ دو، پھر دیکھنا میں کیسے چلتی ہوں)۔ یہ اپنے بکا و مال ہونے کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے:

جاہل نہ بک سکے، نہ کبھی مفلسی یکی عالم بکے۔ شعور بکا۔ آگہی یکی۔

B11 کرنجوا کا نام خایہ ابلیس ہے۔ جس کو غلام غوث ہزاروی صاحب خایہ ابلیس (ابلیس کا عضو مخصوص) مان کر کھاتے کھلاتے ہیں..... اور..... بخاری صاحب کھانے کے بعد جان کر قہقہہ لگاتے ہیں۔..... بعض حضرات نے حقہ کی ممانعت میں ذکر اللہ و نماز سے روکنے کو بھی دلیل بنایا کہ حقہ اس سے روکے رکھتا ہے (ذکر اللہ و نماز سے روکنے والا قرار دے کر حقہ کو شیطان اور اس کے اجزاء کو اعضائے شیطان قرار دیتے ہوئے کسی نے تشبیہی شعر کہہ ڈالے)۔ پس ہر حقہ خایہ ابلیس نہ ہوا، صرف وہی حقہ ہوا جس کے پینے والے نماز چھوڑیں۔ شیطان کے اجزاء سے اُسی حقہ کے اجزاء کو تشبیہ دینا درست ہو سکتا ہے جو شیطان کا رول ادا کرے اور عبادت سے روکے رکھے۔ المائدہ: ۹۱: اِنَّ مَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ۔..... کرنجوا کا نام خایہ ابلیس ہے مگر حقہ کا نام خایہ ابلیس نہیں، تو ہر حقہ خایہ ابلیس نہ ہوا۔ جس حقہ میں شیطانی علت موجود، وہی حقہ ہی خایہ ابلیس کا مشبہ۔

B12 سید کو پنڈت کہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور مسلمان کہلانے کے بعد کافروں والا نام کچھ دیر اختیار کرنا کیسا ہے؟..... ”پنڈت کرپارام برہمچاری“ کے سلسلہ میں تو مکتوب نگاری کی حد تک کا ایک ثبوت ہم نے دیا تھا، جناب نے ایک واقعہ بھی لکھ دیا (حیات امیر شریعت: ۱۵۴)۔ ثبوت ڈبل ہو گئے۔ مگر جواب ایک بھی درست نہ ہوا۔ آپ کی تقویۃ الایمان والے نے غلام محی الدین اور غلام معین الدین اور عبدالنبی (اور عبدالمطلب اور عبدالحارث) جیسے ناموں کو تو شرک کہا ہے۔ کیا ”کرپارام“ پر کوئی فتویٰ نہیں ہے؟..... پھر سید کو پنڈت کہنا اور پنڈت کو سید کا ہم معنی کہنا کیا سادات کرام کی توہین ہے یا نہیں؟

مخالف کو ماں بہن کی گالیاں دو امیر شریعت دیے جا رہا ہے

B13 بخاری نے لوگوں کو مادر خواہر کی مغلظات (ماں بہن کی گالیاں) دیں۔ شورش اپنا پیش آمدہ واقعہ لکھ رہا ہے، شورش کا شمیری تو خود ماں بہن کی گالیاں کھانے والوں میں سے ہے..... یہ مشاہدہ نہیں بلکہ آپ بیتی ہے..... محض آپ کا عدم اتفاق کچھ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ یہ کوئی موقف نہیں بلکہ ایک مشاہدہ ہے بلکہ آپ بیتی کا بیان ہے..... پھر ہم نے تو صرف شورش کے (جیل میں سوئی دھاگہ والے) واقعے

میں ماں بہن کی گالیاں ارشاد فرمانے کا ثبوت پیش کیا تھا..... جناب نے اس کے ساتھ ہی ابوالکلام والا واقعہ بھی لکھ ڈالا..... ثبوت ڈبل ہو گئے مگر جواب ایک بھی نہ ہو سکا۔

B14 کیا تمہارے امیر شریعت کے نزدیک کانگریس کا مولوی ابوالکلام آزاد ”وقت کا سب سے بڑا عالم“ تھا؟ کیا وہی ابوالکلام جس نے **مرزا قادیانی کے جنازے کو کندھا دیا تھا؟**..... کیا یہی تمہاری قادیانی دشمنی ہے؟

B15 کیا واقعات السنن کی پہلو دار زبان اور امیر شریعت کی صریح زبان (مادر خواہر کی مغالطات) میں فرق نظر نہیں آتا؟..... کیا سر کاظمیؒ کے گستاخ کے لئے پہلو دار زبان (أمصص بظلال) بھی تمہاری شریعت میں ناجائز، اور امیر شریعت اور ابوالکلام کی گستاخی کے لئے مادر خواہر کی مغالطات تمہاری شریعت میں جائز ہیں؟

B16 تم کہتے ہو کہ بخاری نے پاکستان کو بازاری عورت نہیں کہا..... چلئے چھوڑو اس رپورٹ کو، ظفر علی خان تو تمہارا اپنا ہے، اُس نے آپ کے اسی بخاری کا فرمان لکھا: ”**جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے، وہ سؤر ہیں، اور سؤر کھانے والے ہیں**“ (چمنستان: ۱۶۵)..... فرمائیے سؤر بے غیرت ہوتا ہے یا نہیں؟ اور سؤروں کا ملک بے غیرت لوگوں کا ملک ہوا یا نہیں؟..... بے غیرتوں کی رہائش گاہ کو بے غیرت (بازاری عورت) کہنا ظرف بول کر مظروف مراد لینا ہی تو ہے۔..... فرمائیے پاکستان کو سؤر ہاؤس سمجھنے اور بازاری عورت کہنے کا حاصل تو ایک (بے غیرتی) ہی ہے۔ بازاری عورت قبول کرنے یا سؤر نی قبول کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟..... کیا شبیر عثمانی وغیرہ بھی سؤر تھے؟

B17 امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی نے حسن ظن رکھتے ہوئے بخاری صاحب کو تالیف قلب کیلئے اپنے مزید قریب لانے کے لئے اُس کو اُس کے کہنے کے مطابق عالم اور سید کہا تھا۔ اُسے (سیدنا) نہیں کہا تھا۔..... **مجالس علماء کے باہر (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کی فہرست میں عطا اللہ بخاری کا نام غلطی سے لکھا گیا۔**

B18 کسی دیوبندی کو ”مولانا، سید“ (اُس کے کہے کے مطابق) کہنا..... یا کسی کامر حوم (بمعنی متوفی) کہنا، یا کسی کے (تالیف قلب کے طور پر بظاہر) تعظیم کرنے سے دیوبندیوں کی گستاخیوں کی تائید نہیں ہوتی۔

B19 **وارث شاہ اور امام مسجد کا جذب و مستی مرفوع القلم ہونے کی حالت پر محمول ہے..... اپنے ہی امیر شریعت بخاری صاحب کے شیخ**

الشیخ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی پر اعتراض کرتے ہوئے کچھ خیال نہ آیا، اپنے ہی امیر شریعت کے پیر حضرت مہر علی شاہ کے ایک پیر بھائی کو کجتر کہہ کر کتنا ثواب کمایا؟..... **نیازی صاحب کسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ نہیں تھے** (وہ میٹرک کے بعد اشاعت اسلام کالج، لاہور میں پڑھے اور ۱۹۳۳-۱۹۳۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ اسلامیات رہے، داڑھی ۱۹۳۳ء میں رکھی اور ۱۹۳۳ء سے پہلے کی تصویر ۱۹۵۳ء میں حکومتی کارندوں نے اپنی خفت مٹانے کو چھاپی) تصویر کی اشاعت کے چند دن بعد گرفتار ہوئے تو بھی داڑھی بعینہ چہرے پر سجی تھی (جس کا فوٹو بھی پیش کیا جاسکتا ہے)۔ یہ حقیقت کئی بار بیان کی جا چکی ہے مگر جس کا مذہب ہی جھوٹ کے سہارے چلے وہ حقیقت کو کیسے مان سکتا ہے؟

.....مقابلیں المجالس کا جامع مولوی رکن دین مرزائی نواز ہے۔ مترجم کپتان واحد بخش سیال (محض نیم دیوبندی نہیں بلکہ) دیوبندی ہے کیونکہ اُس کا پیر ذوقی شاہ، رشید احمد گنگوہی کا روحانی مرید اور خلیفہ ہے (ماہنامہ الرشید۔ دیوبند نمبر ص ۷۷۸-۷۷۹، بحوالہ تربیت العشاق، ص ۱۱۹-۱۲۰)۔ مقابلیں المجالس کا راوی رکن دین جعلاز ہے مترجم واحد بخش سیال دیوبندی ہے، اور جس (خوجہ غلام فرید) کی طرف ملفوظات مقابلیں المجالس منسوب ہیں وہ دیوبندیوں کے امیر شریعت کا پیر ہے تو یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ رہی کہ اس کتاب کی ذمہ داری کس کے مسلک پر کتنی پڑتی ہے؟..... عام باتوں میں اس سے استناد کرنے کا قطعی مطلب اس کو معتبر ماننا نہیں ہے..... جھوٹ نہ بولو، محمود آلوسی کو کسی نے وہابی نہیں کہا بلکہ اُس کے بھتیجے نعمان آلوسی (وہابی) نے تفسیر روح المعانی میں بعض جگہ وہابیانہ الحاق کئے ہیں..... کیا ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ ہے یا نہیں؟.....

B20 جل کا ترجمہ آپ کے تھانوی جی نے بھی ایک خاص ہیئت پر رقص کیا ہے اور احیاء غزالی سے صاف نقل کیا: والحق جل هو الرقص۔ جل رقص کو کہتے ہیں (البوادر النوار: ۴۰۶، نادرہ: ۳۱، دراصل رقص وجد و تواجد)۔ اب اپنے تھانوی صاحب پر بھی وہی ”جہالت اور بکواس“ کا فتویٰ لگاؤ جو سبع سنابل پر لگایا تھا..... تابعی حضرت وہب بن منبہ (م ۱۱۰ھ) نے بھی جل کو رقص نما فعل قرار دیا: فقلنا لوہب بن منبہ ما حجل إليها قال شبيها بالرقص فتح الباری (۳۹۲۰) میں ابن حجر نے لکھا: وَحَجَلْ بِفَتْحِ الْمُهِمْلَةِ وَكَسْرِ الْجِيمِ أَيْ وَقَفَ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ الرِّقْصُ بِهَيْئَةٍ مَخْصُوصَةٍ۔ یعنی جل ایک پاؤں پر وقوف کے ساتھ ہیئت مخصوصہ کے ساتھ ایک طرح کا رقص ہے..... اب پروانہ وار رقص ودھمال ڈال کر یہاں بھی جہالت کا فتویٰ لگاؤ..... پھر سبع سنابل (سال تصنیف ۹۶۹ھ) کے مصنف میر عبد الواحد بلگرامی (۹۱۵ھ..... ۱۰۱۷ھ) کو تمہارے محقق مولانا عبد الرشید نعمانی اور مولانا محمد ایوب قادری اپنا بزرگ مانتے ہیں۔ مگر تم ہو کہ مشترکہ بزرگوں کے خلاف قلم چلانے پر ضد کئے بیٹھے ہو۔..... تھانوی نے لکھا: ”یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ کالمین پر غلبہ حال نہیں ہوتا، جواب یہ ہے کہ بکثرت نہیں ہوتا اور احیاناً ہو جانے سے حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام بھی خالی نہیں“ (السنۃ الجلیۃ: ۷۹)..... پھر کیا جناب یہ مانتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کچھ دیر ”خوشی سے اچھلتے“ رہے تھے؟

۰۔ نظریات مہر علی شاہ (رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب باعلام الہی کہنا، حاضر ناظر روحانی ماننا، عام بشر نہ کہنا، غوث پاک سے فریاد و استمداد کرنا وغیرہ) اور نظریات خواجہ غلام فرید (فوائد فریدیہ، دیوان فرید، مقابلیں المجالس) کو اگر کفر یا ضلالت یا فسق یا گستاخی یا شرک کہو گے تو اُن کے مرید (اور دیوبند کے) امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری پر بھی وہی فتویٰ لگے گا۔ لہذا

فوائد فریدیہ، دیوان فرید، مقابلیں المجالس پر لگائے گئے دیوبندی وہابی فتوؤں کا مصداق دیوبندیوں کا امیر شریعت

اور اُس کے واسطے سے تمام دیوبندی ہیں۔

ہزارہ و پنجاب والے برے ہیں امیر شریعت لکھے جا رہا ہے

B22 ہزارہ کی مٹی کو گالیاں دیتا ہے:

عجب سرزمین ہے زمین ہزارہ یہ مٹی نہیں بلکہ ہے سنگِ خارا
خمیر اس کی فطرت کا مسلم کشی ہے سکھوں سے ملی سید احمد کو مار
میں قربان تیرے زمین ہزارہ کہ جب تو نے مارا تو سید ہی مارا (سواطع: ۸۵-۸۶)

B23 پنجاب میں احرار یوں کو شکست ہوئی تو امیر شریعت نے پنجاب کی مٹی کو گالیاں دیں:

نہ دیدم کشور مردود و مرتاب بشومی ہائے کفر آباد پنجاب
چہ ملکہ ننگ و عار ہفت کشور ز شرق و غرب بادش خاک بر سر
چناں فرزند ناہموار زاید کہ از خر قیمتش برتر نیامد
فضائش کفر ریز و کفر بیز است بآئین الہی در ستیز است

زمینے فتنہ زائے، فتنہ خیزے کہ شیطان پیش پائش سجدہ ریزے (سواطع: ۸۸-۹۰)

..... لطف یہ ہے کہ اسی پنجاب کے اندر ملتان میں امیر شریعت کو قبر کی جگہ ملی اور قبر کے باہر چار دیواری بھی ہے، مگر نگران و مجاور نہ ہونے کی وجہ سے اُس احاطہ کے اندر ناخوشگوار واقعات رونما ہونے کی خبریں ملتی ہیں۔

کراچی سے کعبہ تلک سارے کافر امیر شریعت کہے جا رہا ہے

B24 مئی ۱۹۵۱ء میں کراچی سے لے کر کعبہ تک سب پر کفر و فسق کا فتویٰ لگا ڈالا:

زکاف کعبہ تا کاف کراچی سراسر کفر و کُفْر دُونِ کُفْر (سواطع الالہام: ۱۳۸)

اس کے خلاف مولوی احمد علی لاہوری کا ایک فتویٰ منقول ہے مگر میں سرِ دست وہ نقل نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ رشید احمد گنگوہی کی وفات پر محمود الحسن نے مرثیہ میں دعویٰ کیا تھا کہ:

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
گنگوہ کو کعبہ سے تشبیہ نہیں دی بلکہ گنگوہ کو کعبہ سے برتر بتایا ہے۔ مگر امام احمد رضا کے یہ شعر ان کو اچھے نہیں لگتے:
حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

یہی ہمارا اور دیوبندیوں کا فرق ہے۔ ہم ہر مشکل میں مدینے والے ﷺ کی طرف تکتے ہیں جیسے سانپ مشکل کے وقت اپنے بل کا رخ کرتا ہے اور دیوبندیوں نے اللہ و رسول ﷺ کے مقابلے پر اپنے علماء و مشائخ (احبار و زہبان) کو مرکز عرفان اور اربابِ اَقْن دُونِ اللہ کا درجہ دے رکھا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری



سوانح و افکار



از —

شورش کاشمیری

آئی نہ ان کو عربی۔۔۔ خیر میں دن بھر کا پروگرام عرض کر رہا تھا۔ صبح ہم مقوڑی سی مشقت
 نبی کرتے تھے یعنی چرخے یا پانچ تار کا سوت دصوف بقدر دو چٹانک، درمیانی کے لئے
 بٹ دیا کرتے تھے۔ یہ کوئی بیس منٹ کا کام تھا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد تعلیم کا
 سلسلہ ایک بجے تک جاری رہتا۔ اس وقت مولانا عبداللہ چوڑی والے لکڑے کے کتے آ رہے تھے
 کھانا تیار ہے۔ اگرچہ ہمارا کھانا پکانے پر مشقتی قیدی مقرر تھے لیکن ہم نے باورچی خانے
 کا پارچ مولانا عبداللہ کو دے رکھا تھا۔ اور انہوں نے اپنے فرائض موقوفہ کو جس خوبی
 اور خوش اسلوبی سے انجام دیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ انہوں نے اپنی مہارت فن سے دہلی
 کے وہ وہ کھانے پکانے پکا کر ہمیں کھلائے کہ جیل کو دیکھ کے گھریا دیا۔ سب اکٹھے بیٹھ کر لطفت
 کے ساتھ کھانا کھاتے اور قیلولہ فرماتے۔ نماز ظہر اور عصر کے بعد چائے کا دوسرا دور جاری
 ہوتا۔ مغرب کے بعد کھانا کھایا جاتا اور عشاء کے بعد بھی دیر تک بحث مباحثے جاری رہتے۔
 کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی تھی جس میں اختر علی خان گھڑا سجاتے، صوفی اقبال تالی بجا کر تان دیتے،
 سید عطار اللہ شاہ بخاری غزل گاتے، مولانا احمد سعید شیخ مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد
 غزنوی اور عبدالعزیز انصاری حال کھیلتے۔ غرض ہم لوگوں کے مشاغل، صوم و صلوات، تلاوت
 قرآن، تعلیم و تعلم اور تفریح و تفسن کے تمام پہلوؤں سے مکمل تھے لیکن بعض اوقات قوالی
 میں اتنا غلغلہ اور ولولہ ہوتا کہ دوسرے دن ہمارے ہمسائے یعنی پھانسی کی کوٹھڑیوں والے
 قیدی سپرنٹنڈنٹ جیل سے شکایت کرتے کہ حضور ہمیں یہاں سے کہیں اور بھیج دیجئے یہ
 مولیٰ لوگ ہمیں ساری رات سونے نہیں دیتے۔

اب ہمارے کو یہ میں ایک قابل قدر شخصیت کا اضافہ ہو گیا تھا دہلی کے مولانا عبداللہ چوڑی والے آپکے تھے اور ان کی وجہ
 سے ایک خاص قسم کی شگفتگی دوستوں میں پیدا ہو چکی تھی۔ مولانا دہلی کے نہایت ممتاز قومی
 کارکن ہونے کے علاوہ مختلف قسم کے دہلوی کھانے پکانے میں بڑے ماہر تھے چنانچہ مولانا
 احمد سعید کی استدعا پر انہوں نے ہمارے باورچی خانے کا پارچ لے لیا۔ اور اسی دن سے

تک کہ شلم کا چار شہر بھر میں مشہور ہو گیا۔ تحصیل دار صاحب جدر سے گزرتے لوگ بہانے بہانے شلم کے چار کا ذکر چھیڑ کر ان کو چڑھاتے اور وہ چڑھ کر گالیاں بکتے۔ لطیفہ نہایت دل کش تھا۔ دن بھر یاروں میں اس کا چہر چار پا۔ تین پار دن کے بعد دوستوں نے سازش کی کہ تیر عطار اللہ شاہ کو چڑھایا جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے صوفی اقبال احمد شاہ جی کی کوٹھڑی کے سامنے پہنچے اور انگشت شہادت سے اشارہ کر کے پوچھا، شاہ جی آپ کے پن ہوگی، شاہ جی نے کہا نہیں بہائی میرے پاس پن نہیں ہے۔ کوئی ایک منٹ کے بعد اختر علی خان پہنچے اور اس طرح انگشت شہادت کے پوروے سے اشارہ کر کے پوچھا کیوں شاہ جی آپ کے پاس پن ہوگی، شاہ جی نے ان کو بھی یہی جواب دیا کہ پن نہیں ہے۔ دو منٹ کے بعد ایک اور صاحب پہنچے، شاہ جی پن ہے؟ شاہ جی کے مزاج کا پارہ چڑھنے لگا۔ باہر نکل آئے اور کہنے لگے کیا تم سب کے ٹانگے اٹھ چکے ہیں کہ باری با۔ آکر مجھ سے پن مانگتے ہو، اتنے میں ایک اور دوست پہنچ گئے اور نہایت مسامت سے فرمانے لگے شاہ جی آپ کے پاس پن تو ہوگی؟ شاہ جی نے انہیں بڑی طرح ڈانٹا اس کے بعد جو ہر طرف سے شاہ جی پن ہی کے سوالات شروع ہوئے تو شاہ جی اتنے غصے میں آئے کہ مادر و خواہر کی مغلظات تک سنا دیں۔ خیر ہم نے بڑی کوشش اور خوشامدور آمد سے ان کے غصے کو ٹھنڈا کیا اور بتایا کہ ہم تو صرف شلم کے چار واسے لطیفے کو دہرا رہے تھے۔

جیل یا کھیل

جو لوگ شاہ جی کے ساتھ جیل خانے میں رہے ان کا بیان ہے کہ شاہ جی قید کو کبھی سیریس (SERIOUS) نہیں لیتے تھے، جیل خانے کی پار دیواری میں ان کے تہقے زیادہ وسیع ہو جاتے، اکثر ہندو نوجوان جو جیل میں ساتھ رہے آپ کی باغ و بہار طبیعت کے انتہائی گردیدہ تھے بالخصوص کیونسٹ اور شوٹ نوجوان جو ان کی شخصیت سے پیار کرتے لیکن خطابت سے خوف کھاتے تھے۔ مشہور میٹر رسٹ قیدی شیر جنگ نے ملتان سنٹرل جیل میں

آپ سے ترجمہ کے ساتھ قرآن پڑھا تھا، ایک دن اُس نے سوال کیا:

”شاہ جی، قرآن میں یہ تو درج ہے کہ مسلمان آزاد رہ کر اس طرح زندگی بسر کریں لیکن یہ کہیں درج نہیں کہ غلام ہوں تو کیونکہ زندگی گزاریں؟ سارے قرآن میں مسلمان اور غلامی کہیں بھی اکٹھے نہیں ہیں، آخر مسلمان جنگ آزادی میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟“

یہ بات شاہ جی کے دل میں اتر گئی۔ پھر کیا تھا مدت العمر عام مجلسوں میں مسلمانوں سے

اس کا جواب پوچھتے پھرے۔

ایک سوشلسٹ نوجوان نے جب آپ کے ساتھ قید میں تھا سوال کیا:

شاہ جی آپ نے کبھی نماز ترک نہیں کی اور نہ کبھی روزہ چھوڑا؟ پھر آپ کا دل عام نمازیوں

کی طرح سخت کیوں نہیں؟

شاہ جی مسکرائے، فرمایا بھائی جو مذہب انسان کے دل کو گداز نہیں کرتا وہ مذہب

نہیں سیاست ہے اور مجھے ایسی سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔

شاہ جی نے جیل میں مورخ کوٹی، بان بٹا اور گندم پسی لیکن عام طور پر مشقت سے بے نیاز

ہی رہے، ایک زمانہ میں ٹوپی پہننا چھوڑ دی، کسی نے وجہ پوچھی فرمایا پہلی دفعہ جیل گیا تو جیلر

نے ہاتھ بڑھا کر ٹوپی اتارنا چاہی، میں نے ہاتھ روک لیا اور اتار کر خود حوالے کر دی، تب

سے فیصلہ کیا ہے کہ ٹوپی نہیں پہنوں گا۔ بس یہ چوگوشیہ رومال سر پر رکھتا ہوں۔

اب تو جیل خانوں میں کافی اصلاح ہو چکی ہے ایک زمانہ میں قیدی کو تین ماہ بعد ایک

خط لکھنے اور دو ماہ بعد ایک خط وصول کرنے کا حق ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑا جبر تھا۔ نتیجتاً

بہت سے قیدی بزرگ خط لکھتے جو بیرونی سنسر شپ کی وجہ سے پکڑے جاتے اور ان کی سزا

کا موجب ہوتے، شاہ جی نے اس کا توڑ پیدا کیا۔ پنڈت کرپارام برہم چاری کے نام سے اپنے

احباب کو دنیا ج پور جیل سے اکثر خط لکھتے رہے اور یہ نام سید عطار اللہ شاہ بخاری کا ترجمہ یا

بدل تھا۔

رپورٹ

تحقیقاتی عدالت

مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ ۱۹۵۳ء

برائے تحقیقات

فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء



لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گی۔ اس مقررہ تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لئے "پاکستان" کا لفظ استعمال کیا اور ہمارے سامنے کیپٹن عبداللہ کی جو شہادت پیش ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فسادات کے دوران میں احراری لیڈر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں جو تقریریں کیں ان میں سے ایک تقریر میں انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے :

تقسیم کے موقع پر احراری ایک دل شکستہ اور مایوس جماعت کی حیثیت میں پاکستان آئے۔ بعض احراری لیڈر وہیں رہ گئے۔ اور "زمیندار" مورخہ ۵ جنوری ۱۹۴۸ء کی شائع کردہ ایک رپورٹ کے ارد سے آل انڈیا مجلس احرار نے ایک قرارداد منظور کی جس میں قرار دیا گیا کہ آج احراری تنظیم ختم کی جاتی ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں کانگریس کے سوا کسی دوسری سیاسی تنظیم کا وجود مناسب نہیں۔ اس قرارداد میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا تھا کہ کانگریس میں شامل ہو جائیں اور مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت کو تسلیم کر لیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کی آئندہ سرگرمیاں خدمتِ خلق تک محدود رہیں گی۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے مذہبی حقوق کی حفاظت کے لئے جمیہ العلماء کی تنظیم میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان میں وہ کچھ مدت تک خاموش رہے اور اپنے لئے کوئی نیا نظریہ سرچنے کی کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے بار بار کہا کہ وہ سیاسیات سے دست بردار نہیں ہوئے اور ان کا ارادہ ہے کہ پاکستان میں حزب اختلاف کی شکل اختیار کریں (حوالہ "آزاد" ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء، ۲۷ دسمبر ۱۹۵۲ء اور تعمیر نو، ۵ دسمبر ۱۹۵۹ء) ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ احراری ایک مدت تک بے حرکت رہنے کے بعد ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے بیدار ہونے لگے تھے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ پاکستان میں ان کے پرانے نظریات کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور مسلم لیگ انہیں ابھرنے کا موقع نہ دے گی۔ تو انہوں نے سیاسی میدان میں مسلم لیگ کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ اور اعلان کیا کہ آئندہ وہ تبلیغ میں مصروف رہیں گے انہوں نے اس امر کا کوئی اعلان نہ کیا کہ تبلیغ کے میدان میں ان کی سرگرمیوں کا ٹھیک ٹھیک دائرہ کیا ہوگا۔ لیکن ہمارے سامنے تسلیم کیا گیا ہے کہ احمدیوں کے سوا دوسرے غیر مسلموں کو مسلمان بنانا ان کے لائحہ عمل میں شامل نہ تھا۔ اور تبلیغی سرگرمی کو صرف احمدیوں کے خلاف جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ احمدیوں کے ساتھ احرار کی دشمنی ایک چوتھائی صدی سے چلی آرہی ہے۔ اور اگرچہ یہ کہتا تو صحیح نہ ہوگا کہ تقسیم سے پہلے انہیں احمدیوں سے اور ان کے عقیدہ میں احرار کی سرگرمیوں سے بہت زیادہ سروکار نہ تھا۔ لیکن یہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اب احراریوں نے احمدیوں کے خلاف نزاع کو اپنے اسلحہ خانے سے ایک سیاسی حربے کے طور پر باہر نکالا اور جو واقعات اس کے بعد پیش آئے وہ اس امر کی بین شہادت ہیں کہ وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے انتہائی نفیم اور چالاک ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اگر وہ عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف برانگیختہ کر دیں گے تو کوئی ان کی مخالفت کی جرأت نہ کرے گا۔ اور ان کی اس سرگرمی کی جتنی بھی مخالفت کی جائے گی اسی قدر وہ ہردلعزیز اور مقبیل عام ہو جائیں گے۔ اور بعد کے واقعات سے ظاہر ہو گیا کہ ان کا یہ مفروضہ بالکل صحیح تھا۔ لہذا انہوں نے اپنی پوری توجہ احمدیوں پر مرکوز کر دی اس کے بعد خواہ تبلیغ کا نفرنس یا دفاع کا نفرنس یا استحکام کا نفرنس یا یومِ تشکر یا یومِ مطالبات کی تقریبات ہوں

بَوَادِ النُّوَادِ

حکیم الامت محمد علی صاحبزادہ شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ
تفسیر حدیث: فقہ علم کلام اور تصوف کے ناظر علی مضامین پر تمل حضرت کی آخری تصنیف

الذی لا یزال یصلح الامم

۱۹۰- انارکلی

تمیشتان نوره رساله الادراک والتوصل الی حقیقه الاشراک والتوشل

امیں مسئلہ اسل وشرکاء صغیر وکبیر کا فرق ہے یہ دوسرا کتاب ہذا کے مضمون سے شروع اور مضمون الخ پر ختم ہوا ہے۔

اكتیسواں نادرہ دماصل رقص و جود و تاجد

كتاب الشفاء - الحديث المختصم

وزيد بن حارثة فانت حمزة فقال لعلي انت

منی و انعام فجل و قال جعفر اشبهت

خالق وخالق فجول وظل لزيلاست احونا

وَمَوْلَانَا فَخْرُ الْإِسْلَامِ وَمِنْ حَدِيثِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حسن و هو عند البخاری دور جمل و درجاء

والجبل هو الرقص في ذلك يكون الفرج أو شوق

قلت امرأه بجملة اللفظ في سنن ابوداود

ولا مراسل نعر اور الحافض في الحق بالحق

العضاء وانهم في حوزة العلم والدين

موسى الباقى مقام جعفر فجل جلال النبى

عليه السلام في فضل النبي صلى الله عليه وآله وسلم

هذا شق رأيت الجشت يصنعني بملوكه ورفي

محمد بن عباس بن الجراح شریک از ارضی احد

منه ما لم يزل يفتقر اليه

و کرای وقت علی رجل احدی و هو الرقص

بِحَيْثُ تَحْصِيهِ فِي مَقَامِ الْمَذْكُورِ الْثَلَاثَةِ

فعلوا ذاك في القلوس حبل فم رجلاو

تربت نعوش و فیه نواف فیصل قصص

اهل اوس و بنو نضیر و اشعری و مویس و غیر اینها را

کتاب السماع عند ریف حضرت علیؑ حضرت جعفرؑ حضرت زید بن عاصمؑ حضرت

عزیز کی فکریں کہ کون ہے، (شکر ہے) یا ہم غفلتوں کی غلطی اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دسبکی اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت علی سے دو تو فرمایا کہ تم میرے بعد میں نہ لا

۱۰۰ (ایک خاص ہیئت پر) افعیٰ کہنے لگے وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت ہے۔

میں مشاہدہ وہ بھی اقصیٰ کرنے لگی۔ حضرت زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی احمد سے

وہ بھی راقص کرنے لگے دینت کیا اس کا ہاتھ وہ نے حضرت علی کی عورت سے استہ

موسو کے ساتھ اور بہ عورت بخاری کے پاس بھی ہے اس میں جملہ نہیں ہے اور وہاں ابھی

کہ جملہ غفلت کہنے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ ہیں کہتا ہوں بلکہ جدید اس

منطق سے دسویں صدی میں عربی فلسفہ کی تاریخ پر ایک نیا باب کھل گیا۔

باب مرقۃ المفاتیح فی شرح الکلیات فی علم الطب

مجلس اول در محفل حضرت مولانا غفر له

اس کے گیارہویں کوئی زبان بہت سارے اہل مشرق وسطیٰ نے غلاموں کی ایک بڑی تعداد کو

یک بار پیش از این به این پیشوایان و پادشاهان که حکم می دادند و می کردند

محمد بن یحییٰ و زین العابدین علی بن ابی طالب و جعفر بن محمد بن عقیل بن ابی طالب

عموماً اس وقت تک عمل انجام دے کر چیم کے سنی کی ایک باتوں پر کھڑے ہو

لیکن جس وقت کہ اس نے اپنے دل سے یہ سوچا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اور اس کے لئے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھے اور اس کی رضا و رغبت سے کام لے

تہجد و نماز اور صوم کی بہت خصوصیات ہیں کہ ایک باؤڑی شخص کو ایک باؤڑی شخص سے

وہ جو حلال ہے، مجھ سے بکرا لے کر آئے ہیں، افسوس کہ میں ان کا نہیں بہرہ

کونسل کا اسی وقت کاغذ جو یہ کہتا ہے اگرچہ دو غلبہ پر انتہائی ہے۔ یہ ہر ملک کا

مُطَبَّوْعًا تَنْفَادًا زَيْلًا لَدُنِ الْإِسْلَامِ - (۸)

سَوَاحِطُ الْإِسْلَامِ

نتیجہ فکر

سیدنا حضرت اَبَا بَسْرٍ مَجْدُ مدظلہ العالی

ناشر

مُكْتَبَةُ نَارِ زَيْلِ الْإِسْلَامِ بِكَاتِبْنَا

کچھری روڈ - ملتان شہر

گلخن عشق چشتیاں به طپید
 شعله اش خواجہ غلام و سید
 هر که از عشق عبیر نه چشتید
 او چه داند که چیرت خواجہ سید
 مرغ و کرم ز آشتیاں به پرید
 تالہ کئی نرید چوں بشتید
 رہبَر عاشقان پاک شستید
 شاہد عاشقان بزم جمید

نظم و سطر و بحر
 فارسی و عربی و ترکی
 و سبک و سبک و سبک
 و سبک و سبک و سبک

ہر کسے سوئے مست نزل است وال
 کسے آں جا رسید و کس نہ رسید
 خواجہ در ذات آں پچناں پیوست؟
 بچو آں ذات نزد حبیب و یار
 خواجہ را داند آں حبیب کہ او
 حبیب عشق ذات پاک پیشید
 دیگر اں بجنبہ کار و خواجہ ما
 حبیب امہ عشق پارہ پارہ درید
 سر مشیم شد رخت لای را
 خاک پائے غلام خواجہ شدید

دامن
 بکشت

حسرتے از دل ندایم نہ رفت
 کہ نصیبش نہ شد نگاهِ شریک
 ہر کہ بد گفت خواہ بہ مارا
 بہت او بے گماں یمنی پلید



شکایت و رُفوذ — اس کے متعلق خود فرمایا — !

" (ربیع الاول ۱۳۶۵ھ - فروری ۱۹۴۶ء) کا واقعہ ہے ایکشن کے بعد ملتان ڈویژن کا دورہ تھا
 بھاؤ پور میں منشی محمد حسن چغتائی کے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ ظہر کا دن ہو گیا تو یہ بھی خیال آیا
 تو دماغ میں ایک مصرع بھی آگیا کہ ہے

مرغِ فکرم ز آشتیاں بہ پرید
 پھر نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو لیٹ گیا۔ اور پلنگ پر لیٹے لیٹے یہ ماری نظم لکھ دی۔ "

● اس دورہ سے واپسی پر آپ جانندہ سے فارغ ہو کر وزارتِ مشن کی آمد کی وجہ سے جماعتی منظم کے
 مطابق دہلی پہنچے، اور تقریباً ماہ قیام فرما کر واپس گھر تشریف لے آئے تو ایک روز نواب نصر اللہ مہملان ناصر
 شورش کا شمیری اور پروردہ چند سرائیم۔ ایل۔ اے بصری ملاقات اچھی سے۔ حسب دستور چلنے کے دور کے بعد

حضور مدظلہ نے یہ نظم سنائی، خانصاحب نے سن کر بہت داد دی، اور خود بھی اسی وقت سے فکر سخن میں مشغول ہو کر شام کو واپس لاہور چلے گئے۔ دوسرے ہی روز خط میں اسی انداز کی ایک نظم ارسال کر دی، قارئین کی مینافہ طبع کے لئے خانصاحب کا مکتوب مع غزل درج ذیل ہے :

احرار آفس لاہور

۲۴۶ / ۴ / ۳۲

محترم شاہ جی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب خیریتہ، بخیریتہ، آج درخواست واپس لے لی ہے اور آج شام کی گاڑی سے گھر جا رہا ہوں، مل اپنے جو نظم سنائی، اس پر کچھ اثرات نظم ہو گئے ہیں۔ ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک دیگر ان محسوس می کنند و خواجہ ما

دامن ہوش پارہ پارہ درید

پہلا مصرع وزن کے اعتبار سے صحیح نہیں، اگر یوں ہو جائے تو معافی اور مطالب میں ترمیم بھی رہ ہوگی اور درست بھی ہو جائیگا۔ دیگر ان بخیہ کار و خواجہ ما

دامن ہوش پارہ پارہ درید

از زبان ناز سیرا	اللہ اللہ ماچہ از مغان برسید
نغمہ حبان عاشقی بشنید	بعد مدۃ چو ناچہرا محزون
مضطرب گشت و تاب ضبط رمید	دل نہ تداہر جان بے تابی
داندہ دانہ چشم من بچکید	اشک آئینہ دار سوزہ انزل
لالہا در زمین شمع دہمید	فیض کلب نازیمہا بہت مگر
خار غم در دہن چہن غلبید	لالہا ریزد و سمن بارزد

بے خبر گشت ناچہرا از دوجہاں
جو عہد از مئے ناز سیرا چہ شنید

تحلیاتِ صفدر

جلد اول

ناظرِ اسلام ترجمانِ اعلیٰ وکیلِ امناف
حضرت مولانا محمد امین صفا و کاظمی

ترتیبِ تسمیل و تصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ فیر المدارس، ملتان شہر

مکتبہ المدنیہ

ملتان - پاکستان - فون: ۵۳۴۹۶۵

ماتم کرتے ہو۔ اللہ کی قسم روتے پھرو، تم بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ (اخبار ماتم ص ۸۰۵) سیدہ زینبؓ کی یہ دعا ان کے حق میں ایسی قبول ہوئی کہ نہ صرف قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی رونا پینا، ماتم اور سینہ کو بی ہی ان کا مقدر بن گیا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کا موقف

اپنے پیر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہر کہ بدگفت خواجہ مارا

ہست او بیگماں یزید پلید

(سوا طع الالہام ص ۱۰۳)

ایک عدالتی بیان میں آپ نے فرمایا کہ ”کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔“ (مقدمات امیر شریعت ص ۲۵۷)

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ سے کہا سید کوئی بھی ہو، اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے۔ شاہ جی نے قہقہہ لگایا۔ پھر فرمایا مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سنی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے (ہمارے دور کے چند علمائے حق، ص ۱۸۳، از سید محمد امین گیلانی)

ایک تقریر میں ارشاد فرمایا: ”حسین جو لوائے حق کو اونچا کر رہا تھا اس کے ساتھ گھر کے بہترین نفوس تھے، جن میں چھ برس کے بالے بھی تھے۔ حسینؑ نے کہا میں اپنے نانا کی گدی پر اس شخص کو دیکھنا نہیں چاہتا جو اس گدی کی بے حرمتی کا باعث ہو..... نیز فرمایا..... اسلامی تاریخ کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہمیں بتاتا ہے کہ اصل چیز حق ہے جو اقلیت میں رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے اور باطل اکثریت کی ہمنوائی کے باوجود بھی باطل ہی کہلاتا ہے۔“

(نوادرات امیر شریعت ص ۶۱، ۶۲ سید منظور احمد شاہ حجازی)

مُطَبَّوْعًا تَنْفَادًا زَيْلًا لَدُنِ الْإِسْلَامِ - (۸)

سَوَاحِطُ الْإِسْلَامِ

نتیجہ فکر

سیدنا حضرت اَبَا بَسْرٍ مَجْدُ مدظلہ العالی

ناشر

مُكْتَبَةُ نَارِ زَيْلِ الْإِسْلَامِ بِكَاتِبِنَا

کچھری روڈ - ملتان شہر

حضرت غوث ہزارہ کے حکیم حادق
جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں
اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بخارون میں حضور
کے خایہ ایلینس دیا کرتے ہیں



شان و رفد — اس کے متعلق خود فرمایا — !

انہی دنوں یعنی صفر ۱۳۶۵ھ - جنوری ۱۹۴۶ء کی بات ہے۔ میں (مجلس احرار اسلام
پشاور کے) دفتر میں بخار سے پڑا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں مولانا غلام غوث آئے، اور
پہچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا۔ بخار ہے! کہنے لگے میرے پاس گرنجوا
ہے، وہ کھا لیجئے۔ میں نے کہا کڑوا ہوگا، تو کہنے لگے بخار میں مفید ہوتا ہے۔ میں نے کہا
دیکھئے۔ میں نے ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں ڈال لیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔ جب میں دوا کھا کر

پانی پی چکا تو نہایت متانت سے کہنے لگے۔ آپ کو معلوم ہے اسے فارسی میں کیا کہتے
 ہیں؟ میں نے کہا نہیں! کہنے لگے۔ اس کا نام "خایہ ابلیس" ہے۔ اور اس پر
 ایک زور کا قہقہہ لگا۔ میں نے کہا خدا کے بندے! یہی کرتا تھا تو کھانے سے پہلے ہی بتا دیا
 ہوتا۔ تو فرطے ہیں بتا دیتا، تو آپ کھاتے ہی کہاں؟ خیر! کوئی حرج نہیں۔ چیز مفید ہے
 میں نے دل میں کہا کہ لے بھائی بچھان چوٹ کر گیا۔ اگر اس کا جواب نہ ہو تو بات نہیں بنتی
 خیر اس وقت تو میں نے بات ٹال دی اور چپ ہو کر لیٹ رہا۔ لیکن دھیان اسی طرف تھا
 کہ کچھ ہونا ضرور چاہیے۔ مولانا تو یہ کہہ کر ایک طرف ہٹ گئے۔ اور باہر برآمدے والے
 کمرے میں جا کر لیٹ گئے۔ اور میں نے کاپی پنسل جو میرے سر ہانے رکھی تھی اٹھا کر یہ قطعہ
 لکھا۔ اب مولانا کو فکر ہوئی، کیونکہ وہ مجھے نکلتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ تو وہیں سے گھبرا کر
 پوچھنے لگے کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا آپ کا قصیدہ لکھ رہا ہوں۔ مجھے کونخو
 کھلا کر اپنے اُسے "خایہ ابلیس" بتایا ہے۔ تو آپ کی تعریف لکھی ہے۔ تاکہ بیماروں کو آپ کے
 علاج اور دواؤں کا پتہ چل جائے کہ آپ کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور کھلاتے رہتے ہیں۔
 کہنے لگے اچھا سنائیے! میں نے یہ قطعہ پڑھا، اب جو سنا تو۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔
 پڑھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے کہ کشتہ نہیں بلکہ سفوف تھا؟ میں نے
 کہا اچھا! پہلے نہیں تھا تو اب "کشتہ" ہو گیا!۔ اس پر بے چارے بہت پریشان
 ہوئے۔ اور لوگوں کو سنانے سے روکتے رہے۔ اور مجلس میں ایک تماشا بنا رہا!۔

پہچانتان

ظفر علی خاں

پبلشرز یونائیٹڈ، چوک انارکلی لاہور

پینا بالکل چھوڑ دیا ہے کیونکہ اُن کے دوست مسکند جس طرح مسجد شہید گنج کا نام سن کر جو اس باختہ ہو جاتے ہیں اُسی طرح وہ بھی حقہ کا نام آتے ہی چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے چودھری افضل حق نے جو احرار سی ٹولی کے نفس ناطقہ ہیں پچھلے دنوں حقہ کی مخالفت میں ہنگامہ انگیز مضامین لکھے تھے۔ ایک دوسرے صاحب نے فرمایا کہ احرار کے متعلق ایک شعر ضرور ہونا چاہئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ احرار کی شریعت کے امیر مولانا سید عطاء اللہ بخاری نے امر وہم میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے۔ دستور ہیں اور شور کھانے والے ہیں اوکا قال۔ پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے غصہ میں آکر ہونٹ چھانٹے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جو اہل لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔ اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری کی:-

کیا کہوں آپ سے ہیں کیا احرار

کوئی تپا ہے اور کوئی لُفٹ

دھان پور میں ایک اور طبیفہ ہوا۔ ابھی چار مہینے سے فراغت نہ ملی تھی کہ لانا شوکت علی کو جو اس دورہ میں میرے رفیق طریق تھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ جب وہ ادب خانہ سے مست ہاتھی کی طرح جھجھکتے جھامتے نکلے تو یار ابن سرپل نے کہا کچھ اس پر بھی۔ میں نے فی البدیہہ یہ قطعہ عرض کیا:-

دھان پور آئے جناب حضرت شوکت علی

ہاتھ رکھے قبضہ شمشیر جو ہر دار پر